4

لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں

ماخذ: کلیاتِ ظفؔر　　　شاعر کا نام: بہادر شاہ ظفؔر　　　ردیف: میں

تعارف: (K.B-U.B)

خاندان مُغلیہ کے آخری تاج پوش اور معروف شاعر بہادر شاہ ظفؔر کا پورا نام ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ تھا۔ وہ شاعری میں ابراہیم ذوقؔ کے شاگرد تھے۔ ذوقؔ کی وفات کے بعد مرزا غالبؔ سے شاعری میں رہ نمائی حاصل کرتے تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں اِقتدار ان سے چھن گیا۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور انھیں انگریزوں نے جلاوطن کر کے رنگوں (موجودہ ینگون) برما میں نظر بند کر دیا۔ جہاں انھوں نے زندگی کے آخری سال انتہائی غریبی میں بسر کیے۔ وہیں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔ اُن کا معروف شعر ہے:

کتنا ہے بد نصیب ظفؔر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

بہادر شاہ ظفؔر کے کلیات میں لگ بھگ تیس ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ انھوں نے تقریباً سبھی اَصناف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن ان کی پہچان اُن کی غزل ہے۔ جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔ زبان کی صفائی اور روزمرہ کے استعمال نے اُن کی غزل کو ایک خاص رنگ عطا کیا ہے۔ جس کی بدولت انھیں اردو کے اچھے غزل گو شاعروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا کلیات خاصا ضخیم ہے جو چار دَواوین پر مشتمل ہے۔ اس میں پنجابی اور پوربی زبان کے اثرات کے حامل اشعار بھی ملتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی (K.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کسمپرسی کی حالت	قابلِ رحم حالت	عمرِ دراز	طویل زندگی
اصنافِ شاعری	شاعری کی اقسام	بلبل	ایک پرندہ
روزمرہ	اہلِ زبان کی عام بول چال	صیّاد	شکاری
غزل گو	غزل کہنے والا	قسمت	مقدر
ضخیم	بڑے حجم والا، بہت بڑا	دلِ داغ دار	زخمی دل، دکھی دل
دَواوین	دیوان کی جمع	عالمِ ناپائیدار	فانی دنیا
پورب	مشرق، گنگا کا مشرقی علاقہ	آرزو	خواہش
اجڑا ہوا	تباہ و برباد	باغبان	مالی
گِلہ	شکایت	فصلِ بہار	خوشیوں کا موسم، بہار کا موسم

www.ilmkidunya.com

(U.B-A.B)

اشعار کی تشریح

شعر نمبرا :

لگتا نہیں دل مرا اُجڑے دیار میں
کِس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل

شاعر کا نام : بہادر شاہ ظفؔر

ماخذ : کلیاتِ ظفؔر

مفہوم : اس ویران دنیا میں اب میرا دل مزید نہیں لگتا کیوں کہ اس فانی دنیا میں کسی کی مُراد پوری نہیں ہوتی ہے۔

تشریح :۔

بہادر شاہ ظفؔر کی پہچان ان کی غزل ہے، جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر دراصل دو مصرعوں میں مغلیہ سلطنت کی تباہی کا نوحہ ہے جس شعر میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اس اجڑی اور تباہ حال دنیا میں وہ مکمل طور پر بے زار ہیں کیوں کہ ان کی دل چسپی اور دل کشی کا یہاں کوئی سامان نہیں ہے۔ بات سچ بھی ہے سلطنت کے بادشاہ کے لیے قید خانہ میں کیا سامان میسر آئے گا۔ تنہائی، اداسی، غربت، اپنوں سے دُوری۔ ایسے میں انسان کے اندر اور باہر کی دنیا اداس اور ویران ہی ہوتی ہے۔ خود کہتے ہیں:

؎ میرا رنگ روپ بگڑ گیا میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں

بے شک زندگی خیال کا نام ہے۔ باہر کی دنیا کا آباد ہونا انسان کے دل کے آباد ہونے سے ملزوم ہے۔ بہادر شاہ ظفؔر کے دل کی دنیا بھی اجڑ چکی تھی۔ کیوں کہ سلطنت کا شیرازہ بکھر جانا، تخت و تاج چھن جانا، اپنے جگر گوشوں کے سر آنکھوں کے سامنے جدا ہوتے دیکھنا اور حرم کی بیبیوں کی عزتیں پامال ہوتے ہوئے دیکھنا معمولی حادثات نہیں تھے۔ صرف یہی نہیں انھوں نے وطن سے دوری کا غم اور قید و بند کی صُعُوبتیں اور تکلیفیں بھی برداشت کی ہیں۔ ان سب حالات و واقعات نے ان کے دل کی دنیا بالکل ویران کردی۔ اسی لیے انھیں باہر بھی ہر طرف ویرانی ہی ویرانی نظر آتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دَشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

اس سب کے باوجود وہ خود کو ذرا سی تسلی بھی دیتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ اس دنیا نے اس قدر ظالمانہ سلوک کیا ہے تو کوئی بات نہیں کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی بھی اس دنیا سے سلامت نہیں گیا ہے بلکہ یہاں ہر کوئی اپنے اَرمانوں کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہی گیا ہے۔ بقول میؔر

؎ آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اَسباب لُٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر۲ : لاہور بورڈ G-II-2017

عمرِ دراز مانگ کے لائے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل

شاعر کا نام : بہادر شاہ ظفؔر

ماخذ : کلیاتِ ظفؔر

مفہوم : انسان کی چار دن کی زندگی میں سے دو دن آرزوئیں کرنے جب کہ بقیہ دو دن ان آرزوؤں کی تکمیل کے انتظار میں گزر جاتے ہیں۔

تشریح :۔

سُوز و گداز اور درد و غم بہادر شاہ ظفؔر کی شاعری کی پہچان ہیں۔اس کے علاوہ زبان کی صفائی اور روزمرہ کے استعمال نے ان کی غزل کو ایک خاص رنگ عطا کیا ہے۔تشریح طلب شعر اس کی عمدہ مثال ہے۔اس شعر کا موضوع انسانی زندگی کا اِختصار اور انسان کا اس کو برتنے کا طریقہ ہے۔شاعر بیان کرتا ہے کہ اس دنیا میں انسان کس قدر بے بس ہے۔کیوں کہ اس کی اس مختصر سی زندگی میں آرزوؤں کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔یہ بات درست ہے کہ آرزوئیں انسان کو بے بس کر دیتی ہیں مگر انسان جب تک زندہ رہتا ہے بے آرزو نہیں رہ سکتا۔دراصل ایک آرزو کا تعاقب انسان کو دوسری آرزو سے مُتعارف کراتا ہے اور اس طرح سلسلہ در سلسلہ آرزوؤں کی ایک زنجیر بنتی چلی جاتی ہے۔بقول شاعر:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

انسان کے خمیر میں تجسس ایک فطری بات ہے۔یہ تجسس ہی انسان میں نئی سے نئی آرزو پیدا کرتا ہے اور وہ عمر کا ایک بڑا حصہ سنہرے خواب بننے میں گزار دیتا ہے۔جب کہ اس کی عمر کا آخری حصہ ان آرزوؤں کی تکمیل کے انتظار میں کٹتا ہے۔آرزوؤں کی تکمیل کی خواہش بھی دراصل ایک آرزو ہی ہے۔اس طرح سے آخر کار ایک انسان آرزوؤں کو حسرتوں کا روپ دے کر اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔انسان کی یہی بے بسی ہے کہ خواہ وہ جتنی بھی عمر پالے اس کی زندگی کے حِصار میں اور ان کی تکمیل کے انتظار میں ہی تمام ہو جاتی ہے یہی سبب ہے کہ اسے طویل زندگی بھی مختصر اور بے بس معلوم ہوتی ہے۔

آرزو اور آرزو کے بعد خونِ آرزو
ایک جملے میں نہاں ہے داستانِ زندگی

تشریح طلب شعر میں شاعر کی آپ بیتی بھی ہے۔عمر میں سب سے چھوٹا ہونے کے باعث تخت و تاج پر سب سے آخر میں بیٹھا۔تمام عمر انتظار میں کٹی مگر بیٹھتے ہی تخت و تاج ویران ہو گیا۔

نہ پوری ہوئی ہیں امیدیں نہ ہوں
یوں عمر ساری گزر جائے گی

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۳:

بلبل کو باغباں سے نہ صیّاد سے گِلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل
شاعر کا نام : بہادر شاہ ظفؔر
ماخذ : کلیاتِ ظفؔر

مفہوم : بلبل کو باغباں اور صیّاد سے کوئی گِلہ نہیں ہے کیوں کہ بہار کے موسم میں یوں قید ہونا تو اس کے مقدر میں لکھا تھا۔

تشریح :۔

بہادر شاہ ظفؔر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ظفؔر کا ہر شعر ٹوٹے ہوئے دل کی صدا معلوم ہوتا ہے۔ تشریح طلب شعر کا موضوع ''شکوہ قسمت'' ہے۔ شاعر کے لہجے میں مایوسی کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ بلبل کو نہ تو باغ کی رکھوالی کرنے والے سے کوئی شکایت ہے اور نہ ہی قید کرنے والے سے کوئی گلہ و شکوہ کہ اس نے مجھے قید کر دیا بلکہ مجھے تو صرف قسمت سے شکوہ ہے۔ بقول شاعر:

؎ جو لکھی قسمت میں ذلّت ہو سو ہو
خطِ پیشانی کوئی کیوں کر مٹائے

مطلب یہ کہ اگر کسی سے وابستہ توقعات کو ختم کر لیا جائے تو گلے اور شکوے بھی خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بہادر شاہ ظفؔر کو اپنے محافظوں سے دفاع کی کوئی توقع تھی اور نہ ہی انگریز سے رحم کی کوئی امید تھی۔ وہ حالات کے نتائج سے مکمل طور پر واقف تھے۔ اس لیے اپنی قید پر انھیں دوستوں اور دشمنوں سے کوئی گلہ نہیں۔ اس کے علاوہ حالتِ قید میں ان کی بے بسی اور بے چارگی کی وجہ سے بھی وہ کسی سے گلہ و شکوہ نہیں کرتے ہیں۔ بقول شاعر:

؎ جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گِلہ کرے کوئی

کسی سے گلہ و شکوہ نہ کرنے کی ایک وجہ اپنے مقدر پر راضی ہونا بھی ہوتا ہے۔ جب ایک انسان اپنی تمام کوششوں کے باوجود اپنے حالات کو تبدیل نہ کر پائے تو وہ ان حالات کو اپنا مقدر مان لیتا ہے اور مقدر اٹل ہوتا ہے۔ اس لیے بھی شاعر اپنی قید پر کسی سے کوئی گلہ و شکوہ نہیں کرتا ہے کیوں کہ بادشاہت ملتے ہی یوں قید میں جا بیٹھنے کو اس نے اپنا مقدر مان لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ اس لیے دوستوں یا دشمنوں سے اب شکوہ شکایت بالکل لا حاصل ہے۔

؎ تھا عالم جبر کیا بتاویں
کس طور زیست کر گئے ہم

شعر نمبر ۴: لاہور بورڈ G-I-2017، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2017

ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغ دار میں

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل

شاعر کا نام : بہادر شاہ ظفرؔ

ماخذ : کلیاتِ ظفرؔ

مفہوم : میرا دل حالات کے درد و غم سے تار تار ہو چکا ہے۔ اس لیے اس میں اب مزید کسی حسرت کو باقی رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تشریح :۔

بہادر شاہ ظفرؔ کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔

تشریح طلب شعر میں شاعر کی بے بسی، مایوسی اور نا امیدی کی انتہا پر نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ درپیش حالات و واقعات نے ان کے دل کو چھلنی کر دیا ہے۔ اس لیے ان کے دل میں اب مزید کسی آرزو یا حسرت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ کسی دانش ور کا کہنا ہے:

"جو تمنا حاصل نہ ہو وہ ایک حسرتِ ناتمام بن کر دم توڑتی ہے۔"

اور یہی بہادر شاہ ظفر کے ساتھ ہوا۔ دراصل بہادر شاہ ظفرؔ کی آرزوئیں ان کی زندگی میں کم ہی پوری ہوئی تھیں۔ انھیں بڑھاپے میں اس وقت بادشاہت ملی جب سلطنت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ آسان فتح سمجھتے ہوئے ظالم انگریز نے رہی سہی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان کے خیر خواہوں اور شہزادوں کو تہ تیغ کر دیا گیا اور انھیں وطن سے دور قید کر دیا گیا۔ جس کے بعد اب ان کی بھلائی اور خیر چاہنے والا کوئی بھی نہیں تھا اسی وجہ سے وہ حالتِ قید میں تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کرتے رہے۔ ان کے لیے زندگی رنج و الم کا سمندر تھی۔ بقول شاعر:

؎ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

ان حالات میں ان کو دوبارہ اپنی سلطنت اور تخت و تاراج کا واپس ملنا تو درکنار ان کا قید سے آزاد ہونا بھی ناممکن تھا۔ اس لیے ان کی تمام تمنائیں ناتمام حسرتیں بن کر دم توڑ چکی تھیں اور وہ دل برداشتہ ہو چکے تھے جس کی وجہ سے ان کی جینے کی چاہت اور تمنا بھی بالکل ختم ہو گئی ظفر کے لیے تو زندگی کسی جرم کی سزا کا دوسرا نام تھا۔ بقول شاعر:

زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

اگر کبھی دل میں ذرا سی بھی تمنا پیدا ہوتی ہے تو وہ فوراً اسے بھی دل سے نکال دیتے ہیں کیوں کہ ان کو تو بس اب صرف موت کی ہی تمنا تھی۔ بقول دردؔ:

؎ ہم تجھ سے کس ہَوس کی فلک! جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

غرض یہ کہ شعر بہادر شاہ ظفرؔ کی وارداتی کیفیت کا غمّاز ہے۔ شعر کی زبان سادہ اور آسان ہے۔ دل اور حسرت کا تلازمہ مراۃُ النّظیر کی مثال پیش کرتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۵:

دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہو گئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے کُنجِ مزار میں

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل

شاعر کا نام : بہادر شاہ ظفؔر

ماخذ : کلیاتِ ظفؔر

مفہوم : میری زندگی کے دردناک دن اب ختم ہونے والے ہیں اس لیے توقع ہے کہ قبر میں راحت کی نیند سو سکوں گا۔

تشریح :۔

اردو شاعری کی روایت میں بہادر شاہ ظفؔر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سُوز و گداز اور غم کے مثال میں پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں ان کی شاعری میں اُداسی میں لپٹے ہوئے بے ثباتیِ دنیا اور ہند و نصائح مضامین ملتے ہیں۔ وطن سے دور بہادر شاہ ظفؔر نے جتنی عمر گزاری وہ موت کے انتظار میں ہی گزاری۔ تشریح طلب شعر میں بہادر شاہ ظفؔر زندگی سے مایواس و نا امید ہوتے ہوئے مرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شکر ہے کہ ان کی زندگی کی شام ہونے کو ہے یعنی وہ عنقریب موت کی آغوش میں جانے والے ہیں یہی ایک راستہ انھیں غموں سے نجات پانے کا نظر آرہا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ غم زدہ رہتے ہوئے وہ غم سے نجات نہیں پا سکتے۔

؎ قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

دراصل بہادر شاہ ظفؔر کی زندگی کا آخری حصہ انتہائی درد اور کرب میں گزرا۔ سلطنت ٹوٹنے کا غم، تخت و تاراج کے چھن جانے کا غم، خیر خواہوں اور اولاد کی موت کے غم نے بلاشبہ ان کی زندگی کو انتہائی کرب ناک اور دردناک بنا دیا تھا۔ ان کی تکلیفیں پھر بھی ختم نہ ہوئیں اور انھیں قید میں ڈال دیا گیا۔ حالت قید میں جن اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا انھوں نے کیا وہ انتہائی دردناک تھیں۔ جس کے بعد ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ درد اور اذیت سے تعبیر ہو گیا۔ اسی وجہ سے مزید جینے کی ان کی چاہت ختم ہو گئی اور وہ موت کا انتظار کرنے لگے۔

؎ مُنحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اس کا دیکھا چاہیے

وہ اس بات پر پُر امید ہیں کہ موت جتنی بھی سنگین کیوں نہ ہو، ان کی زندگی کی تکلیفوں اور درد سے زیادہ سنگین نہیں ہو سکتی۔ موت سے اس قدر ان کی چاہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اس بات سے مطمئن ہیں کہ وہ اپنے حصے کی تمام تکلیفیں دنیا میں ہی جھیل چکے ہیں۔ موت سے اس قدر ان کی چاہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اس بات پر پُر امید ہیں کہ اپنے حصے کی تمام تر تکلیفیں اور درد وہ دنیا میں ہی جھیل چکے ہیں۔ اس لیے جیسے ہی موت آئے گی ان کے راحت و سکون کے دن شروع ہو جائیں گے اور انھیں زندگی کی اذیت اور کرب سے چھٹکارا مل جائے گا۔ گویا موت ان کے لیے راحت اور آرام کا پیغام بن گئی ہے۔

بقول شاعر:

؎ دل کو سکون روح کو آرام آ گیا
موت آ گئی کہ دوست کا پیغام آ گیا

www.ilmkidunya.com

شعر۶۔

کتنا ہے بدنصیب ظؔفر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ مِلی کُوئے یار میں

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل

شاعر کا نام : بہادر شاہ ظؔفر

ماخذ : کلیاتِ ظؔفر

مفہوم : اے ظؔفر! تُو کس قدر بدنصیب ہے کیوں کہ تمھیں تو قبر کے لیے بھی اپنے وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔

تشریح:۔

بہادر شاہ ظؔفر کی پہچان ان کی غزل ہے۔ جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔

اس شعر میں بہادر شاہ ظؔفر وطن میں دفن نہ ہونے کی اپنی بے بسی اور بدنصیبی کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر ان کے لیے بھلا اور بدنصیبی کیا ہوگی کہ بعد از موت قبر کے لیے بھی انھیں وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔ دَراصل جذبۂ حُب الوطنی ایک فطری جذبہ ہے اور ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان جہاں رہتا بستا ہے اس زمین اور گرد و پیش کی فضاؤں سے قدرتی طور پر سے محبت ہو جاتی ہے اور یہ محبت وقت کے ساتھ ساتھ دائمی اور ابدی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کے سبب وہ اپنی دھرتی کو اپنی پہچان تصور کرتا ہے اور کبھی اس سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اس لیے امیر ہو یا غریب غلام ہو یا بادشاہ ہر کسی کے دل میں وطن سے محبت ضرور ہوتی ہے۔ وہ جہاں بھی ہو وطن کی مٹی اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریبُ الوطنی ہو تی ہے

بہادر شاہ ظؔفر کا اَلمیہ یہ ہے کہ وہ وطن سے دور ہیں اور حالتِ قید میں ہیں۔ لیکن وطن کی مٹی کی کشش دل میں موجود ہے جو انھیں مسلسل تڑپاتی ہے اور رُلاتی ہے۔ اگرچہ قید کی سختیاں اور تکلیفیں بھی ہیں لیکن وطن سے دوری کو ہی وہ اپنی بدنصیبی خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کتنے بڑے بدنصیب ہیں کہ انھیں قبر کے لیے وطن کی مٹی نصیب نہیں ہو سکتی ہے۔ بقول فرازؔ:

؎ کبھی وطن بدری کے عذاب جاں لیوا
کبھی اسیری و دَرماندگی کی ساعتِ بد

www.ilmkidunya.com

مشقی سوالات

(U.B-A.B)

سوال ا: انسان کی عمرِ دراز کے چار دن کیسے کٹتے ہیں؟

جواب: عمر دراز کے چار دن

انسان کی عمرِ دراز کے چار دنوں میں سے دو دن یعنی عمر کا ابتدائی نصف حصہ آرزوئیں کرنے اور بقیہ دو دن ان آرزوؤں کی تکمیل کے انتظار میں کٹتے ہیں۔

(الف): بلبل کو باغباں اور صیّاد سے کیا گِلہ ہے؟ گوجرانوالہ بورڈ G-I 2013،G-II 2013

جواب: بلبل کا گِلہ

بُلبل (شاعر) کو باغباں یعنی شاہی محافظوں اور صیاد یعنی انگریز سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

(ب): بلبل کی قسمت میں کیا لکھا تھا؟

جواب: قسمتِ بلبل

بلبل کی قسمت میں فصلِ بہار میں قید ہونا لکھا تھا۔

(ج): شاعر اپنی حسرتوں سے کیا کہنا چاہتا ہے؟

جواب: شاعر کا حسرتوں کو پیغام

شاعر اپنی حسرتوں سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اس کے داغ دار دل سے کہیں دور چلی جائیں۔

(د): شاعر نے اپنی کس بدنصیبی کا ذکر کیا ہے؟ لاہور بورڈ G-I 2014

جواب: شاعر کی بدنصیبی

شاعر نے اپنی اس بدنصیبی کا ذکر کیا ہے کہ اسے قبر کے لیے بھی اپنے وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔

(ہ): مقطع میں شاعر نے کس چیز کی تمنا کی ہے؟

جواب: شاعر کی تمنا

مقطع میں شاعر نے اپنے وطن میں دفن ہونے کی تمنا کی ہے۔

(و): اس غزل کا مطلع کیا ہے؟

جواب: اس غزل کا مطلع یہ ہے:

لگتا نہیں ہے دل مرا اُجڑے دیار میں
کسی کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

(ز): اس غزل کا مقطع کیا ہے؟

جواب: اس غزل کا مقطع یہ ہے:

کتنا ہے بدنصیب ظفؔر ، دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ مِلی کُوئے یار میں

(ح): اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: غزل کی ردیف

اس غزل کی ردیف ”میں“ ہے۔

www.ilmkidunya.com

(ط):اس غزل کے قافیوں کی نشاندہی کریں؟

جواب: **غزل کے قافیے**

اس غزل کے قافیے یہ ہیں:

دیار، ناپائیدار، انتظار، بہار، داغ دار، مزار اور یار

(ی): پہلے شعر میں شاعر نے ''اُجڑے دیار'' کو کس کے لیے اِستعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: **اجڑا دیار**

شاعر نے ''اجڑے دیار'' کو فانی دنیا کے لیے اِستعارہ استعمال کیا ہے۔

(ک): مقطع میں شاعر نے ''دوگز زمین'' کا کنایہ کس کے لیے استعمال کیا ہے؟

جواب: **کنایے کا استعمال**

شاعر نے دوگز زمین کا کنایہ قبر کے لیے استعمال کیا ہے۔

سوال نمبر۲۔ (K.B)

الفاظ وتراکیب	معنی	الفاظ وتراکیب	معنی
دیار	گھر، وطن	باغباں	مالی
عالمِ ناپائیدار	نازک، کمزور، فانی	کُنجِ مزار	مزار کا کونہ
فصلِ بہار	بہار کا موسم		

سوال نمبر۳۔مقطعے میں شاعر نے کس چیز کی تمنا کی ہے؟ (U.B-A.B)

شاعر کی تمنا غزل کے مقطع میں شاعر نے اپنی قبر اپنے ملک میں بنانے کی تمنا کی ہے۔ وہ اس بات پر افسوس کر رہے ہیں کہ موت کے اپنے وطن میں قبر بھی نصیب نہیں ہوئی۔

سوال نمبر۴۔غزل کو غور سے پڑھیں اور جواب دیں۔ (U.B-A.B)

اس غزل کا مطلع کیا ہے۔

لگتا نہیں ہے دل مِرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

اس غزل کا مقطع کیا ہے؟

کتنا ہے بد نصیب ظَفَر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ مِلی کُوئے یار میں

اس غزل کی ردیف کیا ہے۔

اس غزل کی ردیف ''میں'' ہے۔

کوئی سے چار قوافی کی نشاندہی کریں۔

دیار ناپائیدار انتظار فصلِ بہار داغ دار کُنج مزار کُوئے یار

www.ilmkidunya.com

کثیر الانتخابی سوالات

(U.B-A.B)

1۔ بہادر شاہ ظفر کا سنہ پیدائش ہے:

(A) ۱۷۷۵ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

2۔ بہادر شاہ ظفر کا سنہ وفات ہے:

(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۶۹ء

3 شاہی خاندان کا فرد ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر شاہ ظفر نے طبیعت پائی تھی:

(A) شاعرانہ (B) عاشقانہ (C) صوفیانہ (D) قلندرانہ

4۔ 5۔ انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کر کے نظر بند کر دیا:

(A) رنگون میں (B) انگلستان میں (C) دلی (D) حیدرآباد میں

6۔ رنگون کا موجودہ نام ہے:

(A) برما (B) ینگون (C) برما اور ینگون (D) کوئی بھی نہیں

7۔ بہادر شاہ ظفر نے انتقال کیا اور وہ دفن ہیں:

(A) لکھنؤ میں (B) رنگون میں (C) دلی میں (D) لاہور میں

8۔ بہادر شاہ ظفر کے کُلیات میں شعر ہیں:

(A) دس ہزار سے زیادہ (B) بیس ہزار سے زیادہ (C) تیس ہزار سے زیادہ (D) چالیس ہزار سے زیادہ

9۔ شاعری میں بہادر شاہ ظفر کی پہچان ہے:

(A) غزل (B) نظم (C) نعت (D) تینوں

10۔ زبان کی صفائی اور ______ کے استعمال میں ظفر کی غزل کو ایک خاص رنگ عطا کیا:

(A) محاورہ (B) روزمرہ (C) ضرب الامثال (D) تینوں

11۔ بہادر شاہ ظفر کا کُلیات مشتمل ہے:

(A) تین دواوین پر (B) چار دواوین پر (C) پانچ دواوین پر (D) چھے دواوین پر

12۔ کلیاتِ ظفر میں اردو زبان کے علاوہ پنجابی اور ______ زبان کے اثرات کے حاملِ اشعار ملتے ہیں:

(A) فارسی (B) عربی (C) پوربی (D) تینوں

13۔ کس کی بنی ہے ______ ناپائیدار میں:

(A) عالمِ (B) جہانِ (C) دنیائے (D) دیار

www.ilmkidunya.com

14۔ بُلبل کو باغباں سے نہ صَیّاد سے ________ گوجرانوالہ بورڈ 2014، G-I-2013

(A) شکوہ (B) گلہ (C) شکایت (D) رنج

15۔ قسمت میں قید لکھی تھی ______ میں

(A) فصلِ بہار (B) فصلِ خزاں (C) سحابِ بہار (D) بادشاہت

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

B	10	A	9	C	8	B	7	B	6	A	5	D	4	A	3	D	2	A	1
										A	15	B	14	A	13	C	12	B	11

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com